گلوبلائزیشن: مسلم نظام تعلیم کو درپیش مسائل اور ان کا حل

ڈاکٹر سید عبدالمالک☆

Abstract

Though globalization is of no late phenomenon, yet it is a much-discussed issue in the world. Every nation, especially the Muslim nations are got threatened, rightly or wrongly, by the impact and effect of this phenomenon.

The worldview which Islam presents to humanity, and wants its followers to be imparted with, is based on the golden principles of socio-economic justice and welfare of the entire human race. This is what Islamic educational system is meant for. This article discusses the impact of globalization on the educational system of the Muslims, and offers suggestions as well, to cope with them.

تعلیم کا مفہوم، مقاصد اور اقسام

لغت کے اعتبار سے تعلیم کا مادہ (ع ل م) ہے۔ اس کے معنی ہیں جاننا، اس کی جمع علوم ہے اور یہ جہل کی ضد ہے۔ امام راغب اصفہانی نے علم کا مفہوم یوں واضح کیا ہے:

"العلم ادراک الشئ بحقیقتہ"(۱)

"علم کسی شے کی حقیقت کے ادراک کا نام ہے۔"

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

لفظ علم میں حروف کے اضافے سے تعلیم، معلم اور متعلم جیسے الفاظ معرض وجود میں آئے۔ تعلیم کے معنی بار باراور کثرت کے ساتھ خبر دینے کے ہیں حتی کے متعلم کے ذہن میں اس کا اثر پیدا ہو جائے۔ علم حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفات میں سے ہے جیسے العلیم، ارشادِ نبوی تعالیٰ ہے:

هُوَ الخَلّٰقُ العليم. (۲)

''بے شک آپ کا رب بڑا خالق ہے، بڑا جاننے والا ہے۔''

لفظ تعلیم باب تفعیل سے ہے۔ اس کے معنی کسی شے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اور جاننا ہیں۔ انگریزی زبان میں تعلیم کے لفظ ایجوکیشن (Education) مستعمل ہے۔

لفظ ایجوکیشن لاطینی لفظ Edex اور Duc Ducer سے ماخوذ ہے۔ (۳) اس کے معنی ہیں نکالنا اور رہنمائی کرنا۔ اصلاً یہ لفظ معلومات فراہم کرنے اور متعلم کی مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے مفہوم میں آتا ہے۔ (۴)

پروفیسر سید محمد سلیم نے تعلیم کے حقیقی معانی کو یوں اجاگر کیا ہے:

''تعلیم لکھنے اور پڑھنے کا نام نہیں، اس کو تو خواندگی (Literacy) کہتے ہیں۔ یہ تو ایک قسم کی ہنرمندی اور کاریگری ہے یہ تو دنیا کی تمام قوموں میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے۔ تعلیم صنعت وحرفت کا نام بھی نہیں ہے۔ اس کو کاروانی اور کارآموزی (Instruction) کہتے ہیں۔ تعلیم محض سائنس اور آرٹس کی معلومات حاصل کرنے کا بھی نام نہیں ہے، یہ معلومات کی ذخیرہ اندوزی ہے،...... تعلیم ایک خاص نظریہ حیات کوفروغ دینے کا نام ہے، مخصوص انداز فکر ونظر اختیار کر لینے کا نام ہے......''(۵)

ہر قوم کی تعلیمی پالیسی اس کے نظریہ حیات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ یعنی نظریۂ حیات ہی کی اساس پر کسی جماعت یا قوم کے نظام تعلیم کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اسی لئے کسی بھی نظام تعلیم پر اس کی نظریاتی اساس سے ہٹ کر بحث وتمحیص ممکن نہیں اور یہی سبب ہے کہ نظریۂ حیات کے اختلاف کے سبب اقوام کے تعلیمی مقاصد بھی باہم مختلف ہوتے ہیں۔

اسلام میں تعلیم کا مقصد

یہ امر مسلمہ ہے کہ کسی قوم نے تعلیم کے مقاصد اپنے فلسفۂ حیات سے ہم آہنگ کئے بغیر مقرر نہیں کئے۔ مقاصد تعلیم کسی قوم کے فلسفۂ حیات کے تابع ہوتے ہیں۔ فلسفۂ حیات اور مقاصد تعلیم میں گہرا ربط ہے۔ اسلامی نظام تعلیم اپنے مقاصد تعلیم کی بنا پر دنیا کے دیگر تعلیمی نظاموں سے مختلف ہے۔ اسلامی نظام تعلیم کے مقاصد معرفت الٰہی، رضائے الٰہی، تزکیۂ نفس، اعلیٰ اخلاقی اقدار کا فروغ، مخلوق خدا کی خدمت، تعمیر کردار، مظاہر کائنات کی تسخیر، حقائق کی تلاش، درپیش مسائل کا حل، عمرانی زندگی کی تکمیل اور بقاء نسل کا اہتمام وغیرہ ہے۔ الغرض اسلامی نظام تعلیم کا بنیادی مقصد نظریہ حیات اور تمدن و ثقافت کو نسل نو تک پہنچانا ہے۔

دنیا میں رائج نظام ہائے تعلیم کے علی الرغم اسلام نے جو تصور علم دیا ہے اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ علم کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے اور علم کامل صرف خدا کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہ.(٦)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَسِعَ رَبِّیْ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا.(٧)

یہی وہ علم ہے جسے ورثۃ الانبیاء قرار دیا گیا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الانبیاء.(٨)

اور یہی وہ ''العلم'' ہے جس کی بابت معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فریضۃ عَلٰی کُلِّ مسلم و مسلمۃ.(٩)

تعلیم کی اقسام

امام غزالیؒ نے علوم کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ علوم محمود ۲۔ علوم مذموم (۱۰)

علوم محمود کو مزید دو حصوں میں امام مذکور نے بانٹ دیا ہے:

۱۔ فرض عین ۲۔ فرض کفایہ

فرض عین وہ علوم قرار دیئے جو ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچنا۔(۱۱)

علوم فرض کفایہ سے متعلق حضرت امام کا نقطۂ نظر یہ ہے:

وہ تمام علوم خواہ علم شریعت ہو یا دنیوی علوم ہوں جس پر امت مسلمہ کی اصلاح اور ترقی کا مدار ہو، وہ فرض کفایہ ہیں۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے امام صاحب نے مزید لکھا ہے:

علم شریعت میں کمال حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور علم طب، علم زراعت، علم حساب و ہندسہ حتی کہ بال کاٹنا بھی فرض کفایہ ہے۔ کیونکہ اگر بال کاٹنے کا فن کسی کو بھی معلوم نہ ہو تو انسان کا کیا حال ہوگا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جملہ علوم جس پر امت مسلمہ کی ترقی کا انحصار ہو، امت مسلمہ کے لئے اس کا حصول فرض کفایہ ہے۔ دوسری قسم فرض کفایہ وہ ہیں جن کا سیکھنا ہر ایک کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت جماعت کے کچھ آدمی سیکھ لیں، تو اوروں کے سر سے بھی وہ فرض اتر جاتا ہے۔ امام غزالیؒ نے فرض کفایہ کے دو قسمیں قرار دیں:

۱۔ علوم شرعیہ میں فرض کفایہ عام ہے۔ جیسے تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام۔

۲۔ علوم دنیوی کے متعلق فرماتے ہیں:

"اما فرض الكفاية فهو كل علم لا يستغنى فى قوام امور الدنيا كالطب انه هو ضرورى فى حاجة بقاء الابدان، وكالحساب فانه ضرورى في المعاملات و قسمة المواريث."(۱۲)

پس وہ تمام علوم فرض کفایہ ہیں جن کی حاجت امور دنیا کے قائم رکھنے میں پڑے جیسے طب کہ وہ تندرستی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے، یا جیسے حساب کہ معاملات اور وصیتوں اور ترکوں کی تقسیم وغیرہ میں اس کی حاجت ہوتی ہے۔

۱۹۷۷ء میں مکہ مکرمہ میں پہلی عالمی اسلامی تعلیمی کانفرنس کے شرکاء نے علوم کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے:

(الف) الہامی علم (Revealed Knowledge) یعنی قرآن وسنت کا علم

(ب) حسی یا عقلی علم (Acquired Knowledge) وہ علوم جن کی تحصیل کا ذریعہ انسان کے حسی اور عقلی محرکات ہیں۔ مثلاً ریاضی، فارمیسی، طبیعیات، حیاتیات، شماریات، حیوانیات، ارضیات، نفسیات، سیاسیات، عمرانیات، معاشیات، نباتیات، فلکیات، لسانیات، کیمیاء، انجینئرنگ، ٹیکنالوجی، زرعی سائنس، کامرس، مینجمنٹ ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر سائنس، فلسفہ، تاریخ، جغرافیہ، قانون، ابلاغ عامہ، علم کتابداری، ادبیات وفنون، اور دیگر سوشل، فزیکل، نیچرل سائنسز وغیرہ، یہ امکانی علوم ہیں اور ان میں حیات انسانی کا سامان موجود ہے۔(۱۳)

اسلام نے دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم یعنی سائنس اور فنی علوم کی تحصیل پر بھی زور دیا ہے۔ مسلمانوں میں علمی وفکری تحریک قرآن وحدیث کے اثر سے پیدا ہوئی۔ جس کا عملی ثبوت مسلمانوں کے سائنسی کارنامے ہیں۔ مسلمان سائنس دانوں نے تاریخ نویسی، علم جغرافیہ، علم طب وجراحی، ہیئت وفلکیات، علم کیمیاء علم نباتات وزراعت اور دیگر مختلف صنعتی علوم میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔(۱۴)

قرآن وسنت میں سماجی، سائنسی اور فنی علوم کے حصول کی ترغیب کی جانب توجہ دلا کر مشاہدہ، مطالعہ اور تدبر کی دعوت دی گئی ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَاب.(۱۵)

"بے شک زمین و آسمان کی تخلیق اور شب و روز کے اختلاف میں ارباب دانش کے لئے نشانیاں ہیں۔"

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (۱۶)

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے وہ سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں پوری کر دیں۔"

عصر حاضر کے ایک مفکر اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

اس میں شک نہیں کہ حصول علم میں سے بلند اور اعلیٰ درجہ علم شریعت کا ہے، لیکن دوسرے مفید علوم وفنون بھی رضائے الٰہی سے خالی نہیں۔ خود قرآن مجید میں بار بار کائنات اور مظاہر فطرت میں غور وفکر کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ متعدد احادیث میں بھی یہ مضمون دہرایا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے:

خیر عباد اللّٰہ الّذین یراعون الشمس والقمر والنجوم والاھلة لذکر اللّٰہ.

وہ لوگ اللہ کے بہترین بندے ہیں جو سورج، چاند، ستاروں اور رویت ہلال کے نظام کا مشاہدہ کرتے ہیں اور اس سے ان کو اللہ کی قدرت یاد آتی ہے یا اس سے ذکر اللہ کے لئے اوقات کے تعین میں مدد ملتی ہے۔ (۱۷)

حضور علیہ السلام نے اپنے زمانے کے رائج الوقت مفید علوم کا اہتمام فرمایا۔ آپؐ نے ترغیب دلائی کہ نشانہ بازی، تیراکی، طب، علم الانساب اور علم تجوید کی تعلیم ضرور دی جائے۔ چنانچہ معلم انسانیت ﷺ نے درس گاہ صُفّہ کے ذریعے جو نظام تعلیم دیا اس سے رائج الوقت مفید علوم سیکھنے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

درسگاہِ صُفّہ سے متعلق تفصیل

مضامین جو پڑھائے جاتے یا دیگر تفصیل	بانی معلم	تاریخ	نام مدرسہ
تفصیل درج ہے	حضرت محمد ﷺ	بعد از ہجرت	درس گاہ صُفہ

(i) حفظ قرآن (ii) فن قرات و تجوید القرآن (iii) غیر زبانوں کی تعلیم مثلاً عبرانی، سریانی، فارسی، رومی، قبطی، حبشی (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ ماہر السنہ تھے) حضرت عبداللہ ابی زبیر بھی بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ (iv) فنون سپہ گری (نشانہ بازی، تیر اندازی، پیراکی، گھوڑ دوڑ کے مقابلے، جنگی مشقیں) (v) علم الطیور (Ornithology) (vi) زرعی علوم (Agronomy) (vii) علم ہیئت، علم الانساب	نصاب تعلیم
کل تعداد ۴۰۰ تھی۔ بعض اوقات ۷۰ یا ۸۰ تک بھی رہی......	تعداد طلبہ
کاروباری صحابہ کرامؓ فرصت کے وقت تعلیم حاصل کرتے۔	تعلیم بالغان
فن قرآت: حضرت ابی بن کعبؓ، علم المیراث: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	مخصوص اساتذہ
مجالس وعظ و تعلیم کی معلمہ: حضرت عائشہؓ	تعلیم نسواں
دینی مضامین، چرخہ کاتنا، گھریلو صنعتیں۔(۱۸)	مضامین برائے خواتین

جدید علوم کی اسلامی تشکیل

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مختلف سائنسی علوم مثلاً انجینئرنگ، طب، طبیعات، کیمیا، بیالوجی اور دیگر مختلف مضامین کو اسلامی سانچے میں کیسے ڈھالا جا سکتا ہے اور ان علوم کی تدوین کس انداز میں ہوسکتی ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک اسلام ہماری زندگی اور تعلیم کا مقصد ہونا چاہئے۔ علم اگر دین کے تابع نہ رہے تو فضول ہے۔ مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ علم کا تزکیہ کریں بقول ان کے:

بو لھب را حیدر کرار کن

اگر یہ بولھب کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو بنی انسان کے لئے سراپا رحمت ہے۔ موصوف نے پیغام مصطفویٰ کی حجت دنیائے انسانیت پر تمام کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است (۱۹)

ایک ماہر تعلیم کی رائے میں

"اگر ایک غیر مسلم سائنسدان فزکس کی تعریف یوں کرے کہ "فزکس مادے کا علم ہے" اور ایک مسلمان سائنسدان اس کی تعریف یہ کرے کہ: "فزکس اللہ تعالیٰ کے اس نظام تخلیق ربوبیت کی سائنس ہے، جو مادی دنیا میں ظہور پذیر ہے۔" تو اس میں کونسی بات غیر سائنٹیفک ہے۔" (۲۰)

نصاب کی اصلاح

کسی بھی نظام تعلیم میں نصاب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ معلم اکبر ﷺ کی تعلیم کا مرکزی نصاب قرآن ہے۔ تعلیم کے دیگر شعبے اسی مرکزی نصاب کے تابع ہیں۔ اور قرآن ہر قسم کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

حدیث نبوی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَاماً وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخرین. (۲۱)

''حق تعالیٰ جل شانہ قرآن مجید کے ذریعے قوموں کو بلند فرماتے ہیں اور اسی کے ذریعے قوموں کی ذلت اور پستی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔''

پس قرآن و حدیث ہی جملہ علوم کے سرچشمے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنَ لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ والسنۃ. (۲۲)

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے، تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے: اللہ کی کتاب اور (میری) سنت۔''

الغرض اسلامی ممالک میں رائج ہائے تعلیم کا نصاب قرآن و حدیث پر مبنی ہونا چاہیئے۔ مسلم امہ کا المیہ یہ ہے کہ مسلمان بچوں کو جو علوم پڑھائے جاتے ہیں ان کا نصاب غیر اسلامی ہے۔ چنانچہ ایک مفکر کے مطابق:

> جو علوم آج کل ہماری درس گاہوں میں پڑھائے جا رہے ہیں، خواہ عمرانی علوم ہوں یا فطری، ان کی تدوین گذشتہ کئی صدیوں میں مغربی فکر کے زیر اثر ہوئی ہے۔ آزادی کے بعد مسلم ممالک نے ان علوم کو جوں کا توں اپنے نوجوان کو پڑھانا شروع کر دیا.......... ایک طرف طالب علم کو پڑھایا جاتا ہے کہ سود حرام ہے اور دوسری طرف یہ پڑھایا جاتا ہے کہ سود معیشت کے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف یہ پڑھایا جاتا ہے کہ انسان زمین پر رینگنے والے ایک حقیر کیڑے سے بتدریج ارتقا کر کے آپ سے آپ موجودہ شکل و صورت کے ساتھ وجود میں آ گیا۔ دوسری طرف یہ کہ آدم علیہ السلام کو خدا نے تخلیق کیا۔ اس صورت حال میں طالب علم تشکیک کا مریض نہ بنے اور کیا بنے۔ (۲۳)

مسلم ممالک میں جو نظام تعلیم رائج ہے، اس کی ایک خرابی یہ بھی ہے کہ مسلمان طلبہ

وطالبات کو ان کے اسلاف کے سائنسی اور علمی کارناموں کے بارے میں بتایا جاتا ہے اور نہ یہ چیزیں نصاب میں شامل ہیں:

ہمارے مدارس کے بچوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ امریکہ کولمبس نے اور افریقہ لونگ سٹون نے دریافت بلکہ ایجاد کیا تھا...... ان بچوں کو یہ نہیں بتایا جاتا ہے کہ کولمبس نے بحر پیمائی کی تعلیم اسلامی درس گاہوں میں حاصل کی تھی۔ اس کے پاس رہنمائی کے لئے کمپاس تھا جو عربوں نے ایجاد کیا تھا اور افریقہ جانے والوں کے پاس وہ نقشے تھے جو عرب بحیرہ قلزم، بحر ہند اور بحر الکاہل کے سفر میں صدیوں سے استعمال کر رہے تھے۔ (۲۴)

اسلامی نظام تعلیم میں استاد کا مقام

ایک استاد کے رتبہ اور مقام کا اندازہ معلم انسانیت ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا (۲۵)

آپ ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے:

تدارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا. (۲۶)

"رات کو تھوڑی دیر علم کا پڑھنا پڑھانا اس سے بہتر ہے کہ کوئی پوری رات عبادت کرتا رہے۔"

معلم اعظم ﷺ نے انسان کے لئے دنیا میں اصل متاع ذکر الٰہی اور تعلیم و تعلم قرار دیا:

اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ. (۲۷)

"خبردار رہو کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر مبارک اور جو کچھ اللہ تعالیٰ قرب کا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہو اور عالم اور طالب علم اس سے مستثنیٰ ہیں۔"

حاصل کلام یہ کہ درس و تدریس کا پیشہ چونکہ پیغمبرانہ پیشہ ہے اس لئے اس سے وابستہ افراد کو پیغمبرانہ اوصاف کا حامل ہونا چاہئے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے تعلیمی اداروں میں باکردار، قابل، مخلص اور باصلاحیت اساتذہ کی تقرری عمل میں لائی جائے۔ بدکردار، نااہل اور تساہل پسند افراد کو اس پیغمبرانہ پیشے سے دور رکھنا از حد ضروری ہے۔

استاد معمار قوم ہوتا ہے، ایک معلم کے پیش نظر طلبہ کی شخصیت کی پرورش کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک استاد کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شاگرد کی کردار سازی بھی کرے۔

"بعض استاد تعلیم کو نوکری سمجھتے ہیں اور بعض مزدوری خیال کرتے ہیں۔ یہ سب بیمار ذہن کے نادرست افکار ہیں، استاد اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے۔ استاد معمار قوم ہے جو ایثار و خیر خواہی کے جذبے پر عمل کرتا ہے۔ معاوضہ اور تنخواہ کی حیثیت اسلامی نقطۂ نظر سے ثانوی ہے۔ استاد کو اپنی بلند حیثیت پہنچاننا چاہئے۔" (۲۸)

جدید عالمگیریت اور تعلیم

عصر حاضر میں تعلیم سے متعلق مختلف نظریات موجود ہیں۔ ہر نظام کے پیچھے ایک نظریہ حیات کارفرما ہے۔ اس طرح نظریاتی اعتبار سے اس وقت دنیا میں تین بڑے نظریہ ہائے تعلیم پائے جاتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ اشتراکی نظریہ تعلیم

۲۔ سرمایہ دارانہ نظریہ تعلیم

۳۔ اسلامی نظریہ تعلیم

اسلامی نظام تعلیم کے علی الرغم دنیا میں رائج نظائے ہائے تعلیم کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(الف) مطلق آزاد نظام تعلیم (Absolute Liberal Educational System)

(ب) سیکولر نظام تعلیم: (Secular Educational System)

عصر حاضر میں عالمگیریت کا غلبہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عالمگیریت کے تناظر میں موجودہ نظام تعلیم کا تجزیہ کیا جائے۔

عالمگیریت: Globalization

عالمگیریت ایک کثیر الجہاتی موضوع ہے۔ اس کے دائرہ کار میں تعلیم، معیشت، تہذیب وثقافت، دفاع اور سیاست سب ہی آجاتے ہیں۔ اس سے پہلے عالم گیریت کے حقیقی مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے سبب دنیا ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے جس کے سبب دنیا کی کوئی بات کسی سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اس مواصلاتی یا اطلاعی انقلاب نے جہاں انسان کو بہت سے فوائد سے نوازا ہے وہاں ترقی پذیر بالخصوص اسلامی مما لک بہت سے مسائل سے دوچار ہوئے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ عالمی میڈیا کی ثقافتی یلغار کے منفی اثرات

۲۔ مغربی ذرائع ابلاغ کا مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ اور الزامات

۳۔ امیر مما لک کی تیار کردہ اشیا کے لیے منڈیوں کی تلاش اور بذریعہ اشتہارات غریب مما لک کے عوام کو اپنی تیار کردہ اشیائے تعیش سے متعارف کرانا۔(۲۹)

ڈاکٹر صلاح الدین شانی نے نیو ورلڈ آرڈر کے اہم نکات کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے:

> ''اسلام پسندوں کو تعلیمی وسائل سے دور رکھا جائے۔ تا کہ تعلیم کے ذریعہ سیکولر افکار کو فروغ دیا جا سکے...... آج تمام یورپی قوتیں ٹیکنالوجی کے فروغ یا اعلیٰ تعلیم میں مدد نہیں دے رہی ہیں۔''(۳۰)

مختلف وثیقوں سے اخذ شدہ ایک کردہ اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

”ہمیں غیر یہود کے نظام تعلیم میں ان تمام اصولوں کی تعارف کرانا ہے جو بڑی کامیابی سے ان کے نظم کے تمام پرزے ڈھیلے کر دیں۔“ (۳۱)

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم ممالک کے نظام تعلیم پر جدید گلوبلائزیشن کس طرح اثر انداز ہو رہا ہے۔ گذشتہ دنوں ٹونی بلیئر نے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا:

We want Muslim college kids and school children on our side before they are even aware that the war of values has begun. We want them intoxicated. (32)

ڈاکٹر عبدالغفور مسلم نے جدید گلوبلائزیشن کے مقاصد کے حوالے سے لکھا ہے:

These global actors, IMF, World Banks, Multinational Corporations; etc, are not only wielding military, economic and political power to interfere in the internal affairs of states, but are also codifying, modifying and propagating world cultural structures; and, through education, transmitting them to new generations all the world over.(33)

مسلم ممالک کے تعلیمی مسائل

آج مسلم ممالک کو تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی زبردست چیلنجوں کا سامنا ہے۔ بتصریح عبدالغفور مسلم:

Howere, in spite of its political and economic importance, the Islamic Ummah is divided and set against itself. It is underdeveloped and backward. A vast majority of its members are illiterate, and despite its economic potential, it is living in abject poverty and ignorance. (34)

اس وقت دنیا بھر میں معیار کے اعتبار سے پانچ سو بہترین یونیورسٹیاں ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی یونیورسٹی کسی مسلم ممالک میں موجود نہیں ہے اکثر اسلامی ممالک میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ مثلاً افغانستان میں خواندہ افراد کا تناسب ۲۹ فیصد، البانیہ میں ۷۵ فیصد، الجزائر میں ۵۲ فیصد، بحرین میں ۷۷ فیصد، بنگلہ دیش میں ۳۵ فیصد، ایران میں ۵۴ فیصد، مالی میں ۲۵ فیصد، عمان میں ۲۰ فیصد، پاکستان میں ۳۵ فیصد، سینگال میں ۱۰ فیصد، سومالیہ میں ۲۴ فیصد اور یمن میں ۳۸ فیصد ہے۔ جبکہ دوسری جانب مغربی ممالک میں خواندہ افراد کا تناسب ۹۰ فیصد اور ۱۰۰ کے درمیان ہے۔(۳۵)

سائنس اور ٹیکنالوجی کے مختلف شعبوں میں اکٹھے اسلامی ممالک کی مجموعی افرادی قوت ۸۰ لاکھ ہے جبکہ اس شعبے میں مصروف افرادی قوت ۸۰ لاکھ ہے جو اس شعبے میں مصروف کار عالمی آبادی کا صرف ۴ فیصد ہے۔ ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ کے میدان میں اسلامی ممالک کا حصہ عالمی افرادی قوت کے ایک فیصد سے بھی کم ہے۔(۳۶)

اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق یورپ میں اس وقت فی ہزار پچاس سائنس دان کام کر رہے ہیں۔ حالانکہ عالمی اوسط چار سائنس دان فی ہزار رہ جاتی ہے۔ جو کہ نہایت ہی قابل افسوس ہے۔(۳۷)

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں خود کفیل ہوں۔ برطانیہ جیسے ممالک میں مسلمان طلبا کو نیوکلیئر سائنسز میں داخلہ نہیں ملتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلم ممالک اپنی بین الاقوامی معیار کی یونیورسٹیاں بنائیں جہاں مسلمان طلبا کو تمام عصری علوم و فنون پڑھانے کا اہتمام ہو۔

تجاویز و سفارشات

- تمام مسلم ممالک میں معلم اعظم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات کو نصاب تعلیم کا مرکز و محور ہونا چاہئے۔
- تمام علوم و فنون کی نصابی کتابوں کو از سر نو ایسے ماہرین تعلیم کے ذریعہ مرتب کیا جائے

جو اس فن میں کامل مہارت کے ساتھ اسلامی نقطۂ نظر رکھتے ہوں۔

- نصاب تعلیم مقاصد تعلیم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور مقاصد تعلیم نظریہ حیات سے تشکیل پاتے ہیں۔ اس لئے تمام مسلم ممالک میں نصاب تعلیم کو نظریۂ حیات سے ہم آہنگ ہونا چاہئے۔
- مسلم ممالک کے تمام تعلیمی اداروں میں یکساں نظام تعلیم کی ترویج ضروری ہے کیونکہ ایک قوم کی تشکیل کے لئے ایک نصاب تمام مسلمانوں کے لئے ناگزیر ہے۔
- مختلف علوم میں مسلمان اہل قلم اور سائنس دانوں کی خدمات کو نمایاں کر کے پیش کیا جائے تا کہ طلبا اپنے اسلاف کے علمی کارناموں سے باخبر ہوں۔
- مسلم ممالک کے تمام تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی تقرری کے وقت ان کی علمی قابلیت، دیانت، اسلامی سیرت وکردار اور فہم وذکاوت کو مدنظر رکھنا چاہئے۔
- مسلم ممالک کے ممتاز اور جید علما کرام اور جدید ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک بین الملی تعلیمی مشاورتی بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ بورڈ کے زیر نگرانی اساتذہ کی فکری تطہیر کے لئے لازمی کورس ہونے چاہئیں۔
- تمام مسلم ممالک میں عورتوں کے لئے ایک ایسا تعلیمی ڈھانچہ تشکیل دینے کی ضرورت ہے جو ان کی فطری ضروریات کے مطابق ہو۔
- مسلم ممالک میں خواتین کے تعلیمی اداروں میں علوم اسلامی کے ساتھ ساتھ علوم خانہ داری، حفظان صحت، دست کاری، بچوں کی نفسیات، اور گھریلو معاشیات جیسے مضامین ان کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔
- مسلم ممالک اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں مخلوط اور طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ کریں۔
- مسلم ممالک اپنی بین الاقوامی یونیورسٹیاں بنائیں جہاں مسلمان طلبا کو تمام عصری علوم و

فنون پڑھائیں۔

- استاد کی عزت بحال کی جائے۔ اسے اعلیٰ و ارفع مقام دیا جائے۔ اسے معاشی تفکرات سے آزاد کیا جائے۔
- تمام اسلامی ممالک کے تعلیمی اداروں میں یونیفارم ایک جیسا ہو تاکہ ملی تشخص اجاگر ہو۔
- مسلم ممالک کی یونیوسٹیاں اور اسلامی تحقیقی مراکز، غیر ملکی زبانوں میں مجلّے اور رسالے جاری کریں۔ جن میں اسلام سے متعلق اہم مضامین شائع کیے جائیں۔
- ذرائع ابلاغ، محض اطلاعات کے نہیں، بلکہ عمومی تعلیم کے ذرائع ہیں۔ اسلامی علوم کے فروغ میں ان ذرائع سے استفادہ کیا جائے۔
- تمام مسلم ممالک اپنے تعلیمی اداروں میں دفاعی اور عسکری علوم پڑھائیں۔ نیز اسلحہ سازی سے متعلقہ علوم وفنون بھی پڑھائیں۔

☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ راغب اصفہانی، الحسن بن محمد بن الفضل: المفردات فی غریب القرآن۔ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر۔ ۱۹۶۱ء، ص ۳۴۳۔

۲۔ القرآن۔ ۸۶:۱۵

3- Shipley, Joseph T: Dictionary of World Origins. (Ames, Lowa), p.114

4- Websters's New World Dictionary, (The World Publishing Company, New York,) 1/46

۵۔ سید محمد سلیم، پروفیسر: مغربی تعلیم کی مخالفت کیوں؟ ادارہ تعلیمی تحقیق، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۸۔

۶۔ القرآن۔ ۲۶:۷۶ ۷۔ القرآن۔ ۸۰:۶

۸۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: الجامع السنن، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقر علی العبادۃ۔

۹۔ ابن ماجہ: السنن، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم

۱۰۔ امام غزالی: احیاء العلوم، اردو ترجمہ منشی نولکشو/ لکھنؤ، ت۔ن، ص ۲۳

۱۱۔ ایضاً ۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ صدیقی، مشتاق الرحمٰن: تعلیم و تدریس مباحث و مسائل۔م۔ن، ت۔ن، ص ۶۱۔۶۲

۱۴۔ ہاشمی، محمد طفیل: مسلمانوں کے سائنسی کارنامے۔ اسامہ پبلیکیشنز، اسلام آباد، اگست ۱۹۸۸ء، ص ۲۵۴

۱۵۔ القرآن۔۳: ۱۹۰ ۱۶۔ القرآن۔۳۱: ۲۰

۱۷۔ محمود احمد غازی، ڈاکٹر: عہد نبوی میں نظام تعلیم کا ایک جائزہ، افکار معلم۔ لاہور۔ جلد ۱۲، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۹۹ء ص ۱۵

۱۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر: عہد نبوی میں نظام حکمرانی۔م۔ن، ت۔ن۔ص ۲۰۴۔۲۰۵

۱۹۔ اقبال: ارمغان حجاز۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔ نومبر، ۱۹۷۰ء ص ۲۷۸

۲۰۔ مسلم سجاد، ''پاکستان کے تعلیمی مسائل'' پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل (مرتبہ) سلیم منصور خالد، ص ۳۲۹

۲۱۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج: الجامع الصحیح، کتاب المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ

۲۲۔ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

۲۳۔ مسلم سجاد: نصاب کی اسلامی تشکیل ''پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل، (مرتبہ) سلیم منصور خالد: منشورات: منصوہ، لاہور۔ ۱۹۹۸ء ص ۶۷''

۲۴۔ اشفاق علی خان: یورپ پر اسلام کے احسانات۔ لاہور، ت۔ن، ص ۲۱

۲۵۔ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ترمذی: الجامع السنن، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ھَوَانِ الدُّنیا علی اللہ عزّوجل

۲۸۔ سید محمد سلیم، پروفیسر: اسلامی تعلیم، استاد اور مدرسے کا معیار۔ افکار معلم، جلد ۱۰، شمارہ ۳، مارچ ۱۹۹۷ء، ص ۹۔

۲۹۔ نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، سیرت طیبہ کی روشنی میں، وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان، قومی سیرت کانفرنس ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ص ۲۲۶

۳۰۔ مومن شاہ، نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، سیرت طیبہ کی روشنی میں، وفاقی وزارت مذہبی امور، قومی سیرت کانفرنس ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ص ۲۷

۳۱۔ مومن شاہ، نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، سیرت طیبہ کی روشنی میں، وفاقی وزارت مذہبی امور، قومی سیرت کانفرنس۔ ص ۲۷۔ ۲۰۰۳۔

32- Cristenove, "Values" , Adbuster, July-August, 2002, 2, p.36-

33- Abdul Ghafur Muslim, Dr., Survival of the Islamic Ummah, Pakistan Journal of History and Culture, Vol. xxvii, No. 2, July - December, 2006, p.13.

34. Ibid, p.1

۳۵۔ جامی، نور الدینؒ: نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ص ۱۱۹

۳۶۔ ایم نذیر احمد تشنہ: پروفیسر: نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں، سیرت طیبہ کی روشنی میں: وفاقی وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، ص ۱۱۹

۳۷۔ المرجع السابق، ص ۱۱۷